مواعظِ اختر

نمبر ۴۸

عباداتِ شبِ براءت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

hazratmeersahib.com

مواعظ اختر نمبر ۴۸

عباداتِ شبِ براءت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: عباداتِ شب براءت

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۸۸ء

مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

موضوع: تقویٰ اور نازِ تقویٰ

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات — صفحہ نمبر

اہلِ ایمان اور اہلِ کفر کی حیات میں فرق.......... ۷
متقین اور فاسقین کی حیات میں فرق.......... ۸
نزولِ ملائکہ کے تین مواقع.......... ۹
مزاجِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم.......... ۱۰
مؤمن کی دعا دوسرے مؤمن کے حق میں جلد قبول ہونے کا راز.......... ۱۲
اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ کی تشریح.......... ۱۲
اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت کے دو حق.......... ۱۳
صدورِ خطا ولایت کے منافی نہیں.......... ۱۴
صدق دل سے توبہ کرنے والا عند اللہ محبوب ہو جاتا ہے.......... ۱۶
تقویٰ کا ایک انعام.......... ۱۷
بغیر شیخ کے اپنے نفس کی خود اصلاح کرنا ممکن نہیں.......... ۱۸
بیمار شخص کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے.......... ۱۹
حسد کا علاج اور حسد کی محبت میں تبدیلی کا نسخہ.......... ۲۰
اعمالِ بد کی پاداش.......... ۲۲
غلط عہد کرنے کا انجام.......... ۲۳

محبوبیت عند اللہ...۲۴
اللہ کا مقبول کبھی مردود نہیں ہوتا...۲۶
طالبین کے اخلاص کی پہچان...۲۹
تقویٰ کے چار انعامات..۲۹
تائبین کے انعامات..۳۰
توبہ کی شرائط...۳۱
شبِ براءت کے اعمال..۳۲
شبِ براءت کی بدعات...۳۴
آتش بازی اور فرشتوں کی بددعا...۳۴
حضرت اویس قرنیؒ کی دو سنتیں...۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبادات شب براءت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا ○

(سورۃ الطلاق، آیت:۴)

جن لوگوں نے بزرگانِ دین کی صحبت نہ اٹھا کر ایمان ویقین اور اللہ کی عظمتوں کو نہیں پہچانا وہ دنیا کی چکّر بازیوں میں آ کر اپنا عقیدہ اور ایمان بیچ ڈالتے ہیں۔اس لئے مجھے آج یہ تقاضا ہوا کہ میں آپ کو ایک نقد انعام بتاؤں کہ دنیا میں اللہ والا بننے سے، اللہ کو یاد کرنے سے، اللہ والی زندگی اختیار کرنے سے، اپنے نفس کی اصلاح کرانے اور گناہوں کو چھوڑنے سے، سنت کے مطابق زندگی گذارنے سے، خدائے تعالیٰ کو راضی رکھتے ہوئے اپنے دن و رات گذارنے سے اور اللہ کی نافرمانی سے اپنے دل کو خوش نہ کر کے یہ بندہ بڑے مبارک کام کر رہا ہے شیطان ونفس کہتے ہیں کہ اگر تم سینما دیکھ لو، وی سی آر دیکھ لو، ٹیڈی یا عورت کو دیکھ لو تو بہت مزہ آئے گا لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو مبارک بندہ وہ ہے جو اللہ کو خوش کرے، اپنا جی ناخوش کرے اور اللہ تعالیٰ سے معاملہ کر لے کہ آپ کو ناخوش کر کے اگر ہم اپنا جی خوش کرتے ہیں تو ہماری یہ خوشی منحوس، نالائق اور حرام خوشی ہے۔

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میری خوشی میں اور اللہ تعالیٰ کی خوشی میں مقابلہ ہوتا ہے، جیسے کسی کام سے اللہ تعالیٰ خوش

ہوتے ہیں مثلاً بدنگاہی نہ کرو، سینما نہ دیکھو، ڈاڑھی نہ منڈاؤ، ان باتوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں مگر نفس کہتا ہے کہ نہیں گالوں پر باغ مت اُگاؤ، گلستانِ نبوت سے محروم رہو، نبی کا باغ گال پر مت لگاؤ، فارغ البال رہوتو اللہ کا عاشق بزبانِ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے ؎

جو اُن کی خوشی ہے وہی میری بھی خوشی ہے
جا دل تجھے چھوڑا کہ جدھر وہ ہیں اُدھر ہم

لیکن اگر اللہ تعالیٰ عقلِ سلیم عطا کردیں تو تھوڑی دیر کے لئے سوچو کہ اللہ کے پیارے انبیاء، صحابہ اور اولیاء کا چہرہ کیسا تھا؟ اتنی بات تو آپ کی اور ہماری سمجھ میں آجاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے مالک ہیں لہٰذا ہمیں دنیا اور آخرت جب ہی مل سکتی ہے جب ہم ان کو راضی کرلیں۔

اہلِ ایمان اور اہلِ کفر کی حیات میں فرق

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ جب برطانیہ گئے تو ایک انگریز نے ان سے سوال کیا کہ آپ لوگ مساجد میں سجدے اور مناجات اور ہر وقت عبادت کرتے ہیں لیکن ہم ہوائی جہاز بناتے ہیں، پیٹرول تلاش کرتے ہیں، سائنس کی مشینیں بناتے ہیں تو یہ سب چیزیں کمالات نہیں ہیں؟ تو علامہ سید سلیمان ندوی نے فرمایا کہ آپ لوگوں کی اور مسلمانوں کی مثال ایسی ہے جیسے شہر کے معززین نے دس بیس معزز مہمانوں کو بلایا کہ بھئی! آج ہمارے شہر میں بادشاہ آئے ہوئے ہیں اور فلاں فلاں آدمی کے نام دعوت نامے جاری ہوئے ہیں وہ آجائیں۔ تو جن لوگوں کو دعوت نامہ دیا جاتا ہے، وہ شاہی محل میں داخل ہوکر بیگمات کی چوڑیاں نہیں ڈھونڈتے کہ کہاں رکھی ہوئی ہیں، سونا چاندی کا پتہ نہیں لگاتے کہ کہاں رکھا ہوا ہے وہ تو فوراً بادشاہ سے مصافحہ کرتے ہیں اور شاہی

معزز مہمان کی طرح بیٹھ کر بادشاہ سے گفتگو کرتے ہیں اور جب اُسی محل میں چور جاتا ہے تو وہ بادشاہ سے نہیں ملتا وہ تو اِدھر اُدھر چھپ چھپ کر مال تلاش کرتا ہے تو تم اللہ تعالیٰ سے دور رہتے ہو، تمہاری رات دن یہی تلاش ہے کہ کیا کیا چیزیں کہاں چھپی ہوئی ہیں، لہٰذا تمہیں اللہ کی دوستی اور ان کا نام لینے کی توفیق میسر نہیں۔

متقین اور فاسقین کی حیات میں فرق

اب دونوں زندگیوں میں کیا فرق ہے؟ ایک بے نمازی، اللہ تعالیٰ سے غافل، سنت کے خلاف زندگی گذارنے والا، شریعت کے خلاف زندگی گزارنے والا ہے اور ایک ولی اللہ ہے، اللہ کی مرضی پر چلتا ہے، سنت کے مطابق زندگی گذارتا ہے، اپنی صورت اور سیرت کو اللہ کی مرضی کے مطابق بنانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، اب اگر دونوں کو ایک سو چار درجہ کا بخار ہو گیا تو دونوں پر بخار کے اثرات کیا پڑیں گے؟ ایک ہی درجہ کی مصیبت خدا کے نافرمان پر آئے اور اسی درجہ کی مصیبت کسی اللہ والے پر آجائے تو دونوں کی مصیبتوں میں کیا فرق ہے؟ اس فرق کو حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ والوں پر جب مصیبت آتی ہے تو ان کی مصیبت میں بدحواسی اور پریشانی نہیں ہوتی، ان کے قلب میں چین رہتا ہے اور نافرمانوں پر جب مصیبت آتی ہے تو وہ ہوش وحواس سے محروم ہو جاتے ہیں، بدحواس ہو جاتے ہیں، ان کے دل میں چین نہیں ہوتا، کوئی سہارا نہیں ہوتا، ان کے دل پر سکینہ نازل نہیں ہوتا۔ اور اللہ والوں پر جب مصیبت آتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتے بھیجتے ہیں، فرشتے نزولِ حوادث کے وقت قلب کو سہارا دیتے ہیں، اسی لئے جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ ثابت نہیں ہے کہ کسی اللہ والے نے خودکشی کی ہو، تاریخ اس کی شہادت نہیں دے سکتی، لیکن اس کے برعکس بڑے بڑے

عیش اڑانے والوں نے، بڑے بڑے گناہوں کی موجوں میں رہنے والوں نے خودکشیاں کی ہیں، اللہ کی نافرمانی کے بعد قلب کی طاقت کمزور ہوجاتی ہے، دل کو سہارا دینے والے فرشتے ان کے پاس نہیں آتے۔

نزولِ ملائکہ کے تین مواقع

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ تین مواقع پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ نمبر ا، اپنے فرماں برداروں کے دل میں اللہ والوں کے دل میں اچھی اچھی باتیں، اچھے اچھے ارادے ڈالتے ہیں، جیسے دل چاہتا ہے کہ تہجد پڑھ لیں، اشراق پڑھ لیں تو یہ ارادے کون ڈالتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ڈالتے ہیں بواسطہ ملائکہ کے یعنی فرشتے رُشد اور ہدایت کے ارادے دل میں ڈالتے ہیں۔ نمبر ۲، نزولِ حوادث کے وقت سکینہ اور سہارا دیتے ہیں تاکہ بندہ زیادہ گھبرانے نہ پائے۔ نمبر ۳، مرتے وقت خوشخبری دیں گے کہ آپ کو جنت کی بشارت ہو، ان کو جنت کی بشارت مرنے سے پہلے دنیا ہی میں مل جاتی ہے۔

بعض اوقات نیک لوگوں کو انتقال کے وقت دیکھا گیا کہ ان کے آس پاس خوشبو ہوجاتی ہے حالانکہ وہاں عطر نہیں لگا ہوا تھا۔ خود میرے بہنوئی ضلع رائے بریلی کی مسجد میں آخر وقت تک امامت کرتے رہے، پہلے تو بورنگ انسپکٹر تھے، بڑے افسر تھے، بعد میں جب انہوں نے پنشن لے لی تو ماشاء اللہ تہجد گذار اور ذِکر و فکر میں مشغول رہتے تھے، جب ان کا انتقال ہوا تو وہاں خوشبو پھیل گئی۔ بعض مرتے وقت ایسے دیکھ رہے ہوتے ہیں جیسے کہ کوئی آرہا ہے اُس وقت فرشتے آتے ہیں۔ اسی طرح بعضوں کو مرتے وقت مسکراتے بھی دیکھا گیا ہے کہ ہنس رہے ہیں، ایسا کیوں ہے؟ یہ وہی بشارت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ﴾
(سورۃ حٰمٓ السجدۃ، آیت:۳۰)

میرے ان پیارے بندوں کو اس جنت کی بشارت دو جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والی زندگی اختیار کرنے کے بعد اگر کبھی کوئی بخار یا مصیبت بھی آئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس مصیبت میں بھی آپ کے قلب میں ویسی پریشانی نہیں ہوگی جیسی غافلوں اور نافرمانوں کو ہوتی ہے اور دونوں میں یہ فرق بتایا کہ جیسے چور کسی کے گھر میں گھس گیا، اس گھر میں محمد علی کلے کا شاگرد تھا، باکسنگ کا ماہر، طاقتور تھا، اس نے چور کو کس کے دبا لیا، اب وہ بدحواس ہو کر چھڑانے کی کوشش کر رہا ہے اور اس کے پسینے چھوٹ رہے ہیں، دل دھڑ دھڑ کر رہا ہے کہ اب پٹائی ہوگی، اب گئے جیل میں، ابھی تھانے والے آئیں گے۔ جب نافرمانوں پر مصیبت آتی ہے تو ان کو ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ آ گیا عذاب، پکڑ لیے گئے اور جب اللہ والوں پر مصیبت آتی ہے تو اس کی مثال میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کسی سے بہت محبت رکھتا تھا، اس کی یاد میں تڑپتا رہتا تھا، ایک دن اس کا دوست چپکے سے آیا اور پیچھے سے پکڑ کر اس کو زور سے دبا لیا اور کہا کہ میں ہوں تمہارا دوست تو اس نے کہا کہ ارے بھئی! واہ کیسے آ گئے، ماشاء اللہ۔ اللہ والوں کا قلب مصیبت میں بھی اللہ تعالیٰ کی معیت خاصّہ سے مطمئن اور پُرسکون رہتا ہے۔

مزاجِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

ایک صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے بازار میں پیچھے سے آ کر دبا لیا جس سے وہ صحابی مست ہو گئے۔ آج کل پیری اِس کا نام ہے کہ

منہ پُھلائے آنکھیں لال کئے بیٹھے رہو، دوستوں سے ہنسو بولو مت، اسی کا نام آج کل پیری مریدی ہے، اگر کوئی پیر ہنس لے، اس نے دوستوں سے مذاق کرلیا تو کہتے ہیں ارے ارے یہ کیسا پیر ہے، یہ تو ہنستا بولتا ہے۔ حالانکہ نبی ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہنسنا بولنا بھی ثابت ہے۔

ایک مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے تو حضراتِ شیخین یعنی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فوراً دعا دی، امتی ہوکر نبی کو دعا دی کہ:

((اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ))

(صحیح البخاری، باب التبسم و الضحك، ج:۲،ص:۸۹۹)

اے اللہ کے رسول! خدا آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ دیکھا آپ نے! امتی بھی نبی کو دعا دیتا ہے، کیا بیٹا باپ کو دعا نہیں دے سکتا؟ بلکہ نبی نے اپنے امتی سے خود دعا کے لیے بھی کہا ہے، اس لئے بڑوں کو بھی اپنے بیٹوں سے، شاگردوں سے، دوستوں سے دعا کے لئے کہنا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں عمرہ کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجازت ہے لیکن یَا عُمَرُ! یَا اُخَیَّ! جس کا ترجمہ اردو میں آتا ہے اے میرے چھوٹے بھائی!

((اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا ۔رواہ ابوداؤد والترمذی))

(مشکوٰۃ المصابیح (قدیمی) کتاب الدعوات ص ۱۹۵)

اپنی دعاؤں میں مجھ کو شریک رکھنا اے عمر! مجھ کو اپنی دعاؤں میں بھولنا مت۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے دنیا میں ایسی خوشی کبھی نصیب نہیں ہوئی جیسی خوشی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کلمات سے ہوئی۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پیر کو بھی چاہیے، شیخ اور عالم کو بھی چاہیے

کہ اپنے دوستوں سے دعا کی گذارش کرے، یہ بھی سنت ہے، اپنے کو بڑا سمجھنا اسلام میں ہے ہی نہیں اور اپنی اولاد بھی اگر نیک ہے تو ان سے بھی کہیں کہ میرے لئے دعا کرنا، کیونکہ ایک مسلمان کی دعا دوسرے مسلمان کے حق میں جلد قبول ہوتی ہے۔

مؤمن کی دعا دوسرے مؤمن کے حق میں جلد قبول ہونے کا راز

مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ آپ نے پڑھی ہوگی، معارف مثنوی کے نام سے میں نے اس کی شرح لکھی ہے۔ اس میں ایک واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے موسیٰ! ایسی زبان سے مجھ سے دعا مانگو جس نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا ہو، کوئی خطا نہ کی ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ! ایسی زبان کہاں سے لاؤں جس سے کبھی کوئی خطا نہ ہوئی ہو، بے خطا زبان کہاں ملے گی؟ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے موسیٰ! دوسروں سے دعا کراؤ، جو بندہ دوسرے سے دعا کرائے تو وہ اپنی زبان سے تو گنہگار ہے لیکن دوسرا جو اس کے لئے دعا کرے گا وہ زبان اس کے حق میں گنہگار نہیں۔ یہ ہے راز سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا کہ:

((اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَآءِ اِجَابَۃً دَعْوَۃُ غَآئِبٍ لِغَآئِبٍ))

(سنن ابی داؤد، کتابُ الصلوٰۃ، باب الدعاء بظھر الغیب)

جب کوئی بھائی اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو وہ دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ یہ ہے صوفیاء کا وہ راز جو وہ ایک دوسرے سے کہتے رہتے ہیں کہ بھئی! میرے لئے دعا کر دینا، یہ بے اصل تھوڑی ہی ہے، اس کے ثبوت و دلائل موجود ہیں۔

اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ کی تشریح

تو حضرات شیخین سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے پر یہ دعا دی کہ اَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! خدا آپ کو ہنستا ہی رکھے اب یہاں ایک علمی اشکال ہوتا ہے کہ اگر آپ کے پاس ایک شخص آئے اور مسلسل ہنستا ہی رہے، مان لیجئے اس کو بھی کسی نے ایسی ہی دعا دے دی کہ خدا تمہیں ہنستا ہی رکھے اور وہ مسلسل ہنس رہا ہے۔ آپ بتایئے! آپ اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟ اس کے دماغ کے بارے میں کچھ شبہ ہونے لگے گا، کہے گا کہ بھئی! اسے دماغی ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ، لہٰذا محدثین نے اس دعا کی شرح کی ہے تا کہ ہماری سمجھ میں آجائے۔ اس حدیث کو سمجھنے کے لئے محدثین کے اقوال تلاش کرنے پڑیں گے، بڑی کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ تو محدثین نے اس حدیث اَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ کی شرح لکھی ہے کہ اللہ آپ کو ہنستا ہی رکھے، اس کے کیا معنی ہیں، تو فرماتے ہیں اس کے معنی ہیں:

((اَیْ اَدَامَ اللهُ فَرْحَكَ))

(مرقاۃ المفاتیح، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، ج:۱۰، ص:۳۸۸)

اللہ آپ کی فرحت اور خوشی کو ہمیشہ باقی رکھے، اللہ آپ کی فرحت ہمیشہ قائم رکھے یعنی آپ کو کبھی کوئی غم نہ پہنچے۔ اب اس حدیث کے صدقہ میں اور صحابہ کرام کے صدقہ میں کہ انہوں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دعا دی ہے اس کے صدقہ میں اختر بھی یہ دعا کرتا ہے اَدَامَ اللهُ فَرْحَنَا، ہماری خوشیوں کو اللہ ہمیشہ قائم رکھے، نہ دنیا میں غم آئے نہ آخرت میں غم آئے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت و محبت کے دو حق

اللہ تعالیٰ نے تقویٰ والی زندگی پر وعدہ فرمایا ہے کہ جو تقویٰ والی زندگی اختیار کرتا ہے، متقی رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بالطف زندگی عطا فرماتے ہیں، ہر غم

سے بچاتے ہیں اور ہر وقت خوشی عطا فرماتے ہیں۔ دوستو! اپنے دوست کی رضا کے اعمال کو اختیار کرنا اور اس کی ناراضگی سے بچنا یہ دو حق آپ بھی دنیا میں ادا کرتے ہیں، جس سے دنیا میں محبت ہوتی ہے ماں ہو، باپ ہو، جس بات سے اپنے بڑے ماں باپ، بزرگ بہن بھائی خوش ہوں اس کو بجالانا اور جس بات سے وہ ناراض ہوں اس کو نہ کرنا، یہ ان کی محبت کے دو حق ہیں۔ کیوں صاحب! یہ ان کے حق میں شامل ہے یا نہیں؟ بس اللہ تعالیٰ کے بھی یہ دو حق ہیں۔ تقویٰ کے یہ معنی نہیں کہ رات بھر تہجد پڑھتا ہے اور دن بھر سینما دیکھتا ہے، سڑکوں پر ہر نامحرم عورت کو دیکھتا ہے، یہ تقویٰ نہیں ہے۔ ایک شخص دن بھر طواف کرتا ہے، اس کے بعد مکہ کی سڑکوں پر جو حجن آئی ہیں ان پر نظر مارتا ہے، یہ فاسق ہے نافرمان ہے، متقی نہیں ہے۔ اسی لئے کہتا ہوں کہ حج کرنے سے پہلے تقویٰ حاصل کرلو اور جب وہاں جائے تو وہاں جو حجنیں ہیں ان کو اپنی ماں سمجھے کہ یہ ہماری مائیں ہیں اور حسین لڑکوں کو باپ سمجھے کہ یہ ہمارے باپ ہیں۔ کوئی ماں کو بری نظر سے دیکھ سکتا ہے؟ کوئی باپ کو بری نظر سے دیکھ سکتا ہے؟ یہ اللہ کے مہمان ہیں چاہے کعبہ شریف میں ہوں یا مدینہ پاک میں، وہاں نظر کی بہت حفاظت کرنی چاہیے کیونکہ وہ اللہ کے اور نبی کے مہمان ہیں، کسی کے مہمان کو کوئی نقصان پہنچائے تو میزبان کو کتنا غم ہوتا ہے۔ اس لئے دوستو! اہل اللہ کی خوب صحبت اٹھالو، پھر دیکھو کعبہ کا مزہ!

صدورِ خطا ولایت کے منافی نہیں

تو تقویٰ والی زندگی کے دو معنی ہیں، جو شخص متقی بننا چاہتا ہے، اللہ کا دوست بننا چاہتا ہے، متقی اور دوست کے ایک ہی معنی ہیں، ہر متقی اللہ کا دوست ہوتا ہے اور اللہ کا ہر دوست متقی ہوتا ہے۔ تو تقویٰ کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی

مرضی کے احکام کو بجالانا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنا اور اللہ کی نافرمانی سے بچنا۔ اور نافرمانی سے بچنے کا کیا مطلب ہے؟ کیا آدمی معصوم ہوجاتا ہے یعنی بالغ ہونے کے بعد ساری زندگی اس سے کوئی خطا نہ ہو؟ اللہ کے ولی کے متعلق یہ تصور نہ رکھنا۔ آج اس کو خوب سمجھ لیجئے، بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بالغ ہونے کے بعد یعنی پندرہ سال کے بعد سے آخر زندگی تک اس سے کبھی کوئی خطا نہ ہو، نہ اس سے کبھی بدنگاہی ہو، نہ کبھی غیبت ہو، غرض اس سے کوئی گناہ نہ ہو وہ ولی اللہ ہے۔ تو یہ تصور بالکل غلط ہے، ولی وہ ہے جو گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے لیکن اس سے کبھی خطا ہوسکتی ہے۔ معصیت نبوت کے تو منافی ہے لیکن صدورِ خطا ولایت کے منافی نہیں ہے بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلے اور توبہ کرنے کا حق ادا کردے۔ اولیاء اللہ معصوم نہیں ہوتے، انبیاء معصوم ہوتے ہیں، اگر اولیاء اللہ سے کبھی خطا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی دوستی کو توبہ کے بعد پھر قائم کردیتا ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کمال تھا کہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی جو بات سنتے تھے اس کا شعر بنا دیتے تھے، لہٰذا ولایت اور اللہ کی دوستی کے مضمون کو اس طرح بیان کردیا۔

نہ چت کر سکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے

یعنی نفس سے جنگ لڑتا رہے، اگر نفس کو پٹخ دیا یعنی کوئی گناہ نہ کیا تو نفس کو چت کردیا، ہرادیا اور آپ کامیاب ہوگئے لیکن اگر کبھی نفس غالب آگیا، کوئی خطا ہوگئی، پھر اس وقت کیا کرنا ہے۔

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہرحال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

یہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے جو حکیم الامت کے پیارے خلیفہ تھے۔ایک شخص نے خواجہ صاحب کو اپنا پیر بنایا اور حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ میں نے خواجہ صاحب سے بیعت کرلی ہے، ان سے اصلاحی تعلق قائم کیا ہے، ان کا انتخاب کرلیا ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ لاجواب انتخاب کیا ہے۔ کیونکہ اب وہ مسٹر نہیں تھے، ان کے مسٹر کی ٹرمِس ہوچکی تھی، اب وہ ولی اللہ بن گئے تھے، اب ان کو مسٹر مت سمجھو، اگر مسٹر کی ٹرمِس ہوجائے تو پھر وہ مسٹر بھی ولی اللہ ہوجاتا ہے، وہ علماء کا بھی شیخ بن سکتا ہے لہٰذا خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہرحال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

جس سے سو دفعہ خطا ہوجائے لیکن وہ ہر بار توبہ کرکے اللہ تعالیٰ سے جوڑ لے تو ان شاء اللہ یہ شخص ولی اللہ ہوکر مرے گا۔

صدق دل سے توبہ کرنے والا عنداللہ محبوب ہوجاتا ہے

کیونکہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۲۲۲)

جس طرح ہم تقویٰ والوں کو محبوب رکھتے ہیں، اسی طرح توبہ کرنے والوں کو بھی محبوب رکھتے ہیں، یہ قرآنِ کریم کی آیت ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب بنالیتا ہے، یُحِبُّ مضارع سے بیان کیا ہے تاکہ اس میں زمانۂ حال واستقبال دونوں آجائیں یعنی موجودہ زمانہ میں بھی تمہاری توبہ قبول ہوگی اور آئندہ بھی قبول ہوگی، کہیں شیطان تم کو مایوس نہ کردے کہ اس وقت توبہ کرلی پتہ نہیں آئندہ کیا ہوگا۔ بس آپ یہ ارادہ کیے رہیں کہ ہمیں اپنے رب کو ہر صورت میں راضی رکھنا ہے کیونکہ ہمارا اللہ کے علاوہ کوئی اور ٹھکانہ نہیں ہے جہاں بھاگ کر جائیں، یہ ٹھان لیجئے، مان لیجئے، پہلے مانیں پھر ٹھانیں کہ اللہ کو راضی کرکے ہی مرنا ہے اور انہی کے دروازہ پر زندگی گذارنی ہے، اگر کبھی خطا ہو بھی، اوّل تو کوشش کیجئے کہ ہم سے کوئی خطا نہ ہو، اس کے لیے جان کی بازی لگائیے، اہل اللہ سے تعلق قائم کیجئے، گناہ چھوڑنے کے نسخے معلوم کیجئے، تدبیر بھی کیجئے، اس کے بعد بھی اگر خطا ہوجائے تو پھر توبہ واستغفار اور آہ وزاری سے کام بنائیے۔

تقویٰ کا ایک انعام

تو تقویٰ پر جتنے انعامات ہیں، وہ سب مستغفرین اور تائبین پر بھی ہیں۔ اب عرض کرتا ہوں کہ قرآن میں تقویٰ کا پہلا فائدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ تقویٰ سے رہتے ہیں اللہ ان کے سب کام آسان کردیتے ہیں:

﴿وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا﴾

(سورۃ الطلاق، آیت:۴)

تقویٰ کی برکت سے دنیا میں اس کے کام آسان ہوجاتے ہیں، یہ نقد انعام سن لیجئے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جنت ادھار ہے، ملّا بننے سے دنیا میں کیا ملے گا، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دنیاوی زندگی میں اگر تم تقویٰ سے رہو گے، میرے بن کر رہو گے، نفس وشیطان سے ہمیشہ نبرد آزما اور جنگ کرتے رہو گے، کم از کم دشمن کی گود میں

تو نہ بیٹھو، اس سے لڑتے تو رہو، یہ تو مانا کہ نفس اور شیطان نے چت کر دیا، لیکن اگر دشمن آپ کو ہرا دے تو کیا آپ دشمن کے گھر میں جا کر ناشتہ پانی کرو گے؟ وہاں بستر لگا دو گے؟ تو نفس و شیطان سے ہمیشہ جنگ کرتے رہو۔

اگر گر پڑے تو پھر اٹھ کھڑے ہو، پڑے ہی نہ رہو، ان دشمنوں سے ساری زندگی لڑائی کرنا ہے، حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اللہ والوں سے تعلق قائم کیا، سلسلہ میں داخل ہوئے اور ساری زندگی کوشش کرتے رہے، نفس سے مقابلہ کرتے رہے پھر بھی اگر وہ غالب نہ ہو سکے تو آخر میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان پر اپنے تعلق کو غالب فرما کر دنیا سے اٹھائیں گے۔ یہ حکیم الامت مجدد الملت کی باتیں ہیں کہ اگر یہ ساری عمر کوشش کرتا رہے تو آخر میں اللہ تعالیٰ کو رحم آجائے گا کہ یہ ساری زندگی نفس و شیطان سے لڑتا رہا اب اس کو جتا ہی دو، پھر آخر میں اللہ تعالیٰ اس کو جتا کر اپنے تعلق کو اس پر غالب فرما دیں گے۔

بغیر شیخ کے اپنے نفس کی خود اصلاح کرنا ممکن نہیں

بس شرط یہی ہے کہ کوشش میں لگے رہے اور کوشش کا طریقہ بھی سیکھو، من مانی کوشش سے کام نہیں بنے گا۔ جیسے ایک فقیر نے من مانی کوشش میں پہاڑ پر جا کر رہنا شروع کر دیا کہ نفس کے خلاف کریں گے کیونکہ شہر میں گناہ ہو جاتے ہیں۔ تو ایک دن اس کے نفس نے کہا کہ خوشبو سنگھا دو، اس نے کہا اچھا تیرے خلاف ہی کروں گا، تو اپنے ہی گو کی بتی ناک میں چڑھا کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ ایک دن ایک عالم ان کے پاس گئے اور پوچھا کہ صوفی صاحب! یہ ناک میں بتی کیسی ہے؟ اس نے کہا کہ صاحب! بات یہ ہے کہ میں ہمیشہ نفس سے جنگ رکھتا ہوں، جو یہ کہتا ہے اس کے خلاف کرتا ہوں، ایک دن اس کم بخت نفس نے کہا کہ خوشبو سنگھاؤ۔

میں نے بھی گو کی بتی اس کی ناک میں لگادی، یہ بھی کیا یاد کرے گا۔ تو اس عالم نے کہا کہ ظالم! تو نے تو اپنی سب نمازیں ضائع کردیں۔ اس لئے کہتا ہوں کہ اپنی من مانی سے اپنے نفس کی اصلاح نہ شروع کردو۔ کسی شیخِ کامل کو تلاش کرو کیونکہ جب جسمانی علاج بغیر ڈاکٹر کے خود نہیں کرسکتا تو روحانی علاج خود کیسے کرسکتا ہے۔

بیمار شخص کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے

دیکھو! بازار میں میڈیکل کی کتنی کتابیں رکھی ہیں، بڑے بڑے ڈاکٹر کتابیں لکھ دیتے ہیں لیکن کبھی آپ نے کسی کو دیکھا کہ لاؤ بھئی! کتاب میں دیکھ کر کے خود ہی دوا تجویز کرلو، اس میں لکھا رہتا ہے کہ بخار کی یہ دوا ہے، اتنے ملی گرام کے یہ کیپسول ہیں، یہ اینٹی بائیٹک ہے، اب خود ہی کھانا شروع کردیا، تو کوئی ایسا کرتا ہے؟ دنیا میں کوئی مریض ایسا ہے؟ بلکہ ڈاکٹر بھی بیمار ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ دوسرے ڈاکٹر کو بلا کر لاؤ کیونکہ بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے۔ یہ عربی کا جملہ ہے رَأْیُ الْعَلِیْلِ عَلِیْلٌ کہ علیل کی رائے بھی علیل ہوتی ہے، بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر انسان روحانی بیمار ہے اور وہ اپنی رائے سے علاج کرے گا تو اس کی رائے بھی بیمار ہوگی، اس لئے دوسرے کی رائے سے علاج کرو۔ اہل اللہ، مصلحین، مربیین اور مشائخ کی صحبت میں آنا جانا رکھو، ان سے مشورہ کرو کہ صاحب بدنگاہی کا کیا علاج ہے؟ غصہ کا کیا علاج ہے؟ حسد کا کیا علاج ہے؟ اگر ایک مسلمان ڈاکٹر ہے اور اس کے دوسرے ڈاکٹر دوست اس سے حسد کررہے ہوں، تو حسد کا علاج کوئی ڈاکٹر مجھے بتادے، یہاں جتنے ڈاکٹر بیٹھے ہیں، امریکا، جرمنی، جاپان کے ڈاکٹر مجھ کو حسد کا علاج بتائیں اور اپنے ایکسرے سے حسد کی تشخیص کرکے دکھائیں، آج تک ایسا کوئی آلہ ایجاد ہوا ہے جس سے حسد کی بیماری معلوم ہوجائے؟ ایک بات اور کہ حسد میں جراثیم

بھی نہیں ہوتے کہ خون نکال کر ٹیسٹ کرلیں، اس کا علاج تو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ بتاتے ہیں، یہ تو اللہ نے بتایا ہے کہ حسد کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے ہیں کہ حسد کی بیماری ایسی ہے جو نیکیوں کو کھا جاتی ہے اور دل ہر وقت جلتا رہتا ہے، دل میں تکلیف ہوتی رہتی ہے۔ تو حسد کا علاج کسی ولی اللہ سے پوچھو کہ کیا بات ہے کہ دل ہر وقت جلتا رہتا ہے، حسد کا علاج دنیاوی ڈاکٹر کے پاس نہیں ہے، اس وقت یہاں میرے پاس کتنے ڈاکٹر بیٹھے ہیں بتاؤ بھئی! حسد کے لیے کوئی کیپسول ہے؟ (سب ڈاکٹروں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس حسد کا کوئی علاج نہیں۔ جامع)

حسد کا علاج اور حسد کی محبت میں تبدیلی کا نسخہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے لکھا کہ مجھے حسد کی بیماری ہے، اپنے بھائی پر میرا دل جلتا ہے کہ اس کی ترقی کیوں ہو رہی ہے اور میری ترقی کیوں نہیں ہو رہی ہے، لہٰذا دل جل رہا ہے، ہر وقت پریشان ہے۔ حضرت نے حسد کا علاج لکھا:

(۱)......جس بات پر تمہیں جلن ہے مثلاً ایک ڈاکٹر کے یہاں پچاس مریض آرہے ہیں اور تمہارے یہاں دس آرہے ہیں اور تمہیں جلن ہورہی ہے تو تم یہ دعا کرو کہ اے اللہ! اس کے مریضوں کو اور بڑھا دے، اس کا مطب اور چمکا دے، یہ جس کو دوا دے سب کو شفا ہو جائے، اس کے ہاتھ میں شفا دے دے، اس کی دنیا بھی بنا دے اور دین بھی بنا دے۔ تو اس کے لئے دعا کرو کیونکہ حسد ہم پیشہ پر ہی ہوتا ہے، مولوی مولوی پر حسد کرتا ہے، ڈاکٹر ڈاکٹر پر، انجینئر انجینئر پر، تاجر تاجر پر، کسی ڈاکٹر کو مولوی پر حسد نہیں ہوگا، لہٰذا حضرت نے لکھا ہے کہ اس کے لئے دعا کرو کہ اے اللہ! اس کی نعمت میں اور ترقی دے کیوں کہ حسد میں یہ دل چاہتا ہے

کہ اس کی نعمت زائل ہوجائے، کسی کی نعمت زائل ہونے کی تمنا کی بیماری حسد ہے۔

(۲)...... حسد کا دوسرا علاج یہ ہے کہ کبھی کبھی اس کو ایک پیالی چائے پلا دو۔ یہ علاج بڑا کڑوا ہے، جیسے ڈاکٹر شوگر والوں کو کریلے کا پانی پینا بتاتے ہیں تو اس میں بھی کڑواہٹ ہے یا نہیں، تو جس پر حسد ہے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کو حکم دے رہے ہیں کہ اس کو کبھی ایک پیالی چائے پلا دو، یہ بڑی کڑوی دوا ہے، لیکن اگر اللہ کو راضی کرنا ہے تو اللہ کے لئے جان کی بازی لگا دو۔

(۳)...... اپنی مجلس میں اس کی خوبیاں بیان کرو کہ ماشاء اللہ اچھے آدمی ہیں، نمازی ہیں، اس میں کوئی نہ کوئی خوبی تو ہوگی تو اس کی خوبی بیان کرو، برائی مت بیان کرو۔

(۴)...... جب سفر پر جاؤ جیسے حج کرنا ہے، عمرہ کرنا ہے یا کہیں بھی جانا ہے تو اس سے مصافحہ اور دعا کی گذارش کرکے جاؤ۔

(۵)...... جب سفر سے واپس آؤ تو اس کے لئے کوئی ہدیہ لے آؤ چاہے ایک رومال ہی لے آؤ، ایک رومال دو تین روپے کا مل جائے گا تو اسے رومال پیش کردیا کہ آپ کے لئے لاہور سے رومال لایا ہوں، غرض کوئی نہ کوئی ہدیہ لاؤ۔

(٦)......حسد کا چھٹا علاج یہ ہے کہ کبھی بھی اس کی غیبت نہ کرے، اس کی برائی نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو رہے۔

بہر حال یہ چند نسخوں پر جب اس نے عمل کیا تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ اب جلن کم ہوگئی ہے، حضرت نے فرمایا ابھی پندرہ دن یہی نسخہ اور استعمال کرو، ابھی بھی کچھ جراثیم ہیں، اس کے بعد پھر لکھا کہ حضرت! اب تو جلن کی بجائے دل میں ان کی محبت معلوم ہوتی ہے، اب تو ان کو دیکھ کر دل خوش ہوجاتا ہے، پہلے ان کو دیکھ کر الرجی ہوتی تھی، اب دیکھ کر انرجی آتی ہے، طاقت آجاتی ہے، خوشی پیدا ہوتی ہے۔

تو بہر حال تقویٰ کا جو مفہوم ہے وہ یہی ہے کہ اعمالِ صالحہ اختیار کرو اور برے اعمال کو چھوڑو لیکن بُری عادتیں ایک دم نہیں چھوٹتیں، آہستہ آہستہ کم ہوتی ہیں جیسے مسجد کی جوتیاں چرانے والے ایک چور نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے ہاتھ پر توبہ کی، اس نے جوتے چرانے سے تو توبہ کر لی لیکن جوتے اِدھر اُدھر کرنے کی عادت نہیں گئی، جب نمازیوں کے جوتے اِدھر اُدھر ہونے لگے تو انہوں نے حضرت گنگوہی سے شکایت کی، حضرت سمجھ گئے اور اس توبہ کرنے والے چور کو بلا لیا اور اس سے پوچھا کہ بھئی! یہ جوتے اِدھر اُدھر کیوں کر دیتے ہو؟ تو اس نے کہا حضور! میں نے چوری سے توبہ کی ہے لیکن تھوڑی سی ہیرا پھیری کر لینے دیجئے، ان شاء اللہ آہستہ آہستہ میں یہ ہیرا پھیری بھی چھوڑ دوں گا، ایک دم سے نفس کی مخالفت کرنا بہت مشکل لگتا ہے، ذرا آہستہ آہستہ عادت چھوٹے گی۔ تو کبھی گناہ سے توبہ کرنے کے بعد بہت دن تک ہیرا پھیری چلتی ہے، لیکن اگر ہمت کرتے رہو گے تو اس ہیرا پھیری سے بھی نجات مل جائے گی اور گناہوں کی تعداد آہستہ آہستہ کم ہونے لگے گی، جو لوگ خانقاہوں میں آتے جاتے ہیں تو جو پہلے ایک ہزار دفعہ بدنگاہی کرتا تھا، اب اس سے پوچھو کہ اس میں کمی ہوئی یا نہیں؟ یہ تھوڑی ہے کہ خانقاہ میں داخل ہوتے ہی یا کسی اللہ والے کے پاس جاتے ہی یا بزرگوں کے غلاموں کے پاس جاتے ہی اور اللہ والوں کے خادموں کے پاس جاتے ہی دل کا لوہا موم ہو جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ اصلاح ہوتی ہے۔

اعمالِ بد کی پاداش

تو تقویٰ پر اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ ہے کہ ہم تمہارے سب کام آسان کر دیں گے اب انسان دیکھے کہ ہمارے سب کاموں میں کیوں الجھن ہو رہی ہے، ایک آدمی کہتا ہے کہ جس کام میں ہاتھ ڈالتا ہوں صحیح نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ ہمارے تقویٰ میں کچھ کمی ہے۔ لہٰذا اپنی زندگی کا جائزہ لیں کہ کہیں کان گانا تو نہیں سن

رہا، آنکھیں عورتوں پر بُری نظر تو نہیں ڈالتیں، زبان غیبت تو نہیں کرتی، کہیں ہم چھپ چھپ کر ریڈیو، ویڈیو، ٹیلی ویژن کے پروگرام تو نہیں دیکھتے، گھر میں کوئی تصویر وغیرہ تو نہیں لگی ہے، غرض کوئی بھی گناہ تو نہیں ہورہا ہے، تو اگر کسی کے کام آسان نہ ہورہے ہوں تو ہوشیار ہوجاؤ۔

یہ اعمالِ بد کی ہے پاداش ورنہ
کہیں شیر بھی جوتے جاتے ہیں ہل میں

اگر شیر کو دیکھو کہ ہل میں بیل کے بجائے جتا ہوا ہے تو سمجھ لو کہ اس نے کوئی گڑبڑ کی ہے، شیر نے کوئی بے اصولی کی ہے۔

غلط عہد کرنے کا انجام

ایک بزرگ جنگل میں رہتے تھے، انہوں نے عہد کیا تھا کہ میں کوئی پھل نہیں کھاؤں گا جب تک کہ اے خدا تو اپنی قدرتی ہواؤں سے اسے نہ گرائے گا، میں نے تیری اتنی عبادت کی ہے، کچھ تو مجھے بھی ناز دکھانے چاہئیں، میں تو نیاز ہی نیاز ہوں لیکن کبھی کبھی اے اللہ! آپ میرے بھی ناز اٹھائیں۔

تو انہوں نے قسم کھائی کہ جب تک آپ درخت سے پھل نہیں گرائیں گے میں نہیں کھاؤں گا، بھوکا رہوں گا۔ اب اللہ میاں نے ہوا روک دی کہ ذرا دیکھیں کہ یہ کب تک بہادری دکھاتا ہے، جب زیادہ بھوک لگی تو پھل توڑ کر کھالیا، وعدہ توڑ دیا، اسی رات کچھ چور آئے جوان کے معتقد بھی تھے، اندر اندھیرے حجرہ میں ان کو پہچانا نہیں اور ایک ہاتھ کاٹ دیا، ایک پیر کاٹ دیا، صبح تھانے دار آیا اور اس نے کہا کہ یہ کیا چکر ہے، چور کو بلایا، چور پاؤں میں گر کر رونے لگے کہ حضرت! میں تو آپ سے دعائیں لیتا تھا، اندھیرے میں میں نے آپ کو نہیں پہچانا، معافی چاہتا ہوں۔ تو بزرگ نے کیا جواب دیا کہ تم نے میرے ساتھ جو یہ حرکت کی ہے اس میں تمہارا قصور نہیں ہے یہ میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدعہدی کی ہے،

بے وفائی کی ہے، یہ اس کا عذاب ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر جو شعر پیش کیا ہے اب وہ سناتا ہوں ؎

خوب می دانم سبب ایں نیش را

می شناسم من گناہ خویش را

میں اس بچھو کے ڈنک کا سبب خوب سمجھتا ہوں، یہ جو مجھے مصیبت آئی ہے اس کا راز بھی میں جانتا ہوں، میں اپنے گناہ کو سمجھتا ہوں، اس میں ان کا کیا قصور تھا، ان چوروں کو چھڑالیا، انہیں سزا نہیں ہونے دی، اور توبہ استغفار بھی کی۔ تو بعض لوگوں کے ساتھ جلدی معاملہ ہوجاتا ہے۔ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کا شکرادا کریں کہ ہماری بے اصولیوں پر اتنا جلد انتقام نہیں لیتے، اللہ پاک ہمیں موقع دیتے ہیں، ہم لوگوں کو شکرادا کرنا چاہیے کہ اے اللہ! ہمیں فوراً سزا نہیں دے رہے ہیں، آپ ہمیں توبہ کرنے کے لئے مہلت دے دیتے ہیں کہ شاید یہ ظالم اصلاح کرلے، توبہ کرلے۔

محبوبیت عند اللہ

اب اس قسم کا دوسرا قصہ سناتا ہوں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ میں یہ قصہ لکھا ہے کہ دوسرے بزرگ نے بھی قسم کھائی تھی، وہ بڑے سچے اور اللہ کے پیارے تھے، ان کی کوئی بات، کوئی ادا اللہ تعالیٰ کو پسند آگئی، انہوں نے کہا کہ اے خدا! میں قسم کھاتا ہوں کہ جب تک آپ مجھے مرغا نہیں بھیجیں گے میں کچھ نہیں کھاؤں گا، بکری کا گوشت بھی نہیں کھاؤں گا، زندگی بھر مرغا کھاؤں گا اور اگر آپ مرغا نہیں دیں گے تو میں بھوکا مر کر جان دے دوں گا، اگر زمین پر آپ نے مرغا نہ دیا تو اپنی جان دے کر آسمان کے اوپر آپ کے پاس آجاؤں گا، کیونکہ اگر دو چار روز نہیں کھاؤں گا تو خود ہی روح نکل جائے گی،

لہٰذا ایک بستی میں گیا اور ایک مسجد میں عشاء پڑھ کر مرغ کے انتظار میں لیٹ گیا، اِدھر امام صاحب کھانا لے کر آ گئے، پہلے زمانہ میں امام صاحب کا کھانا محلہ والوں کے یہاں سے آتا تھا، تو امام صاحب کو شرم آئی کہ مسافر لیٹا ہے اس کو پوچھ لوں کہ ارے بھئی! مسافر کھانا کھاؤ گے؟ اس نے منہ سے چادر ہٹائی اور پوچھا کیا ہے؟ امام صاحب نے کہا کہ بکری کا گوشت اور گیہوں کی چپاتی ہے، اس نے کہا میں نہیں کھاتا، امام صاحب نے پوچھا کہ تو کیا کھاتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تو مرغا اڑاتا ہوں، اگر مرغا آئے گا تو کھاؤں گا ورنہ نہیں، امام نے دل میں کہا کہ دیکھوں گا، جب رات کو پیٹ جلے گا، جب بھوک لگے گی تو یہ بڑے بڑے نازنخرے سب بھول جائے گا۔ امام صاحب اپنا کھانا کھا کر سو گئے۔ گیارہ بجے رات کو کھٹ کھٹ کی آواز آئی، امام صاحب نے جا کر پوچھا کیا بات ہے؟ وہاں ایک بڑھیا مرغا پکا کر لائی تھی، اس نے کہا کہ مسجد میں کوئی مسافر ہے؟ کہا ہاں ایک مسافر لیٹا ہوا ہے، کہا کہ یہ لے جا کر اس کو کھلا دو، امام صاحب نے کہا او ظالم! لے چادر ہٹا، تو تو بڑا ظالم معلوم ہوتا ہے، آخر آ ہی گیا مرغا۔ امام صاحب حیرت میں تھے کہ یا اللہ! یہ اتنا بڑا ولی اللہ کہاں سے آ گیا جس کے آپ ناز اٹھا رہے ہیں، پھر سوچا کہ اتفاق کی بات ہو سکتی ہے، کوئی مرغا اتفاقاً مل گیا، دیکھوں گا کہ اس کو روزانہ کیسے مرغا ملتا ہے، دوسرے دن بڑھیا پھر مرغا لے آئی، اب تو امام صاحب بہت متعجب ہوئے۔ وہ فقیر وہاں چالیس دن تک رہا اور بڑھیا چالیس روز تک مرغا لائی، امام صاحب نے سوچا کہ واقعی کوئی بڑا ولی اللہ ہے، چالیس دن کے بعد وہ چلا گیا تو امام صاحب نے سوچا کہ آج جب بڑھیا مرغا لائے گی تو یقیناً واپس کیا لے جائے گی شرم تو آئے گی، لہٰذا آج تو وہ مرغا میرے حصہ ہی میں آئے گا لیکن اس دن بڑھیا آئی ہی نہیں۔ امام صاحب اس

کے گھر گئے اور پوچھا کہ اے بڑھیا! آج مرغا کیوں نہیں لائی؟ اس نے کہا کہ میرے بیٹے پر قتل کا مقدمہ تھا تو میں نے نذر مانی تھی کہ جب یہ چھوٹ جائے گا تو میں چالیس دن کسی مسافر کو مرغا کھلاؤں گی، تو کل وہ چالیس دن پورے ہو گئے تھے۔

اللہ کا مقبول کبھی مردود نہیں ہوتا

تو میں نے دونوں قصے آپ کو سنائے، اللہ تعالیٰ کو جس کی ایک دفعہ بھی کوئی ادا پسند آ جائے، جس کا ایک عمل بھی خدا کے یہاں مقبول ہو جائے وہ زندگی میں پھر کبھی مردود نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ کی بات بتا رہا ہوں، لہٰذا یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ کبھی ہم سے بھی کوئی ایسا نیک عمل ہو جائے جس پر آپ کو پیار آ جائے اور اے خدا! آپ ہمیں اپنا مقبول بنانے کا فیصلہ کر لیں پھر ان شاء اللہ تعالیٰ ہم کبھی مردود نہیں ہوں گے، اگر کبھی خطا ہو بھی گئی تو اللہ تعالیٰ توفیقِ توبہ دے کر اس کو پاک صاف بھی کر دیں گے۔

اس کی دلیل قرآن کی آیت ہے، حضرت مسطح رضی اللہ عنہ بدری صحابی ہیں، انہوں نے جنگِ بدر لڑی تھی اور جنگِ بدر والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اللہ کے مقبول ہو، بخشے بخشائے ہو۔ ان سے ایک غلطی ہو گئی جس سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذیت پہنچی اور اتنا صدمہ ہوا کہ مہینہ بھر ان کے گھر میں کھانا نہیں پکا، لیکن بعد میں جب آیتیں نازل ہوئیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حقیقت واضح ہو گئی تو حضرت مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توبہ کر لی، انہوں نے اللہ سے رونا شروع کر دیا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی مجھے منافقین کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے تھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کا اتنا بڑا ظلم عظیم معاف کر دیا کیونکہ جنگِ بدر میں

اللہ کے مقبول بن چکے تھے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کبھی تمہارے اوپر خرچ نہیں کروں گا، میں تم سے ناراض ہوں، میں قسم کھاتا ہوں کہ نہ تم سے کبھی بات چیت کروں گا اور نہ کبھی خیرات کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی:

﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ﴾

(سورۃ النور، آیت:۲۲)

اے صدیق! کیا تمہیں پسند نہیں کہ تم ہمارے بدری صحابی مسطحؓ کو معاف کردو جس کو ہم نے جنگِ بدر کی وجہ سے اپنا مقبول بنالیا ہے، اس نے قصداً لغزش نہیں کی، اس سے خطا ہوگئی ہے لہٰذا اس کو معاف کردو، میں تمہیں قیامت کے دن معاف کردوں گا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ کیا تم محبوب نہیں رکھتے کہ تم میرے بندہ کی خطائیں معاف کردو اور میں قیامت کے دن تمہیں معاف کردوں۔

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کا شانِ نزول یہی ہے کہ اس بدری صحابی جس نے جنگِ بدر لڑی تھی ان کی اس ادا کو اللہ تعالیٰ نے قبول کرلیا تھا اسی لیے اتنا بڑا جرم ہونے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سفارش کررہے ہیں کہ اے صدیق! اس کو معاف کردو، یہ ہمارا بدری صحابی ہے۔ تو حکیم الامت نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ جس کو ایک دفعہ مقبول بناتے ہیں اس کو کبھی مردود نہیں کرتے۔ اس لئے کم سے کم یہی دعا کرلو کہ اے خدا! اختر سے اور جملہ حاضرین سے کوئی ایسا عمل کرالے کہ تو اس عمل کو قبول کرکے ہم سب کو اپنا مقبول بنالے، ایسی مقبولیت جو کبھی مردود نہ ہو۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ حضرت! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ رضائے دائمی عطا کردے تو

مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ مولانا! دائمی کی قید کیوں لگائی کہ ہمیشہ راضی رہے؟ جس سے خدا ایک دفعہ راضی ہوتا ہے ہمیشہ راضی رہتا ہے، وہ راضی ہی اس سے ہوتے ہیں جو ساری زندگی ان کا باوفا رہتا ہے۔ ہمیں پتہ نہیں ہوتا کہ ہمارا یہ دوست مستقبل میں ہمارا دشمن بن جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کو تو علم ہوتا ہے کہ یہ مستقبل میں کیا حرکت کرے گا لہٰذا وہ اسی کو اپنا مقبول ومحبوب بناتے ہیں جو ساری زندگی ان کا باوفا ہوتا ہے، خدا کو ماضی، حال اور مستقبل سب زمانوں کا علم ہے۔ اس لئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ خدا کی رضا میں دائمی کی قید نہ لگاؤ یہ قید لگاؤ کہ اللہ رضائے کامل عطا کردے یعنی اپنی مکمل خوشی عطا کردے، ہم سے بالکل راضی ہوجائے، یہ نہ ہو کہ کچھ راضی ہو کچھ ناراض، ہمیں کامل رضا عطا کردے۔ اس لئے ہم اللہ سے اپنے لئے یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوجائیں اور اپنی ناراضگی کو اٹھا لیجئے اور ہم سب کا زندگی میں کوئی ایک عمل قبول کرلیجئے۔ حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بس ہے اپنا ایک نالہ بھی اگر پہنچے وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ وفریاد ہم

اپنا ایک ہی نالہ اگر وہاں تک پہنچ جائے، ہماری ایک آہ، ایک آنسو بھی اگر اللہ تعالیٰ قبول کرلے تو اگر کبھی لغزش ہوئی بھی تو اللہ تعالیٰ اسے توفیقِ توبہ دے کر اسے معاف کردیں گے کیونکہ وہ ایک دفعہ جس کو مقبول کرتے ہیں پھر کبھی مردود نہیں بناتے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ شیطان نے تو ہزاروں سال عبادت کی تھی، تو شیطان کے بارے میں حضرت نے لکھا ہے کہ یہ پہلے ہی سے مقبول نہیں تھا، اللہ کے علم میں ابتدا ہی سے تھا کہ یہ ایسی حرکت کرے گا۔

طالبین کے اخلاص کی پہچان

اس لئے دوستو! جو اہل اللہ کی صحبت اخلاص کے ساتھ حاصل کرے گا، اللہ تعالیٰ کے لئے حاصل کرے گا جس کی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ کو راضی کرنے والے اعمال اختیار کرے گا اور اللہ کی ناراضگی سے بچنے کی فکر بھی کرے گا اور ذِکر بھی کرے گا۔ اگر کوئی محض خانقاہ میں پڑا رہے اور حلوہ اڑاتا رہے اور شیخ کی ٹانگیں دباتا رہے تو اس سے اللہ نہیں ملتا، اللہ گناہ چھوڑنے سے ملتا ہے، اللہ ذکر کرنے سے ملتا ہے، تقویٰ کے اہتمام سے ملتا ہے، چاہے ساری زندگی کوئی پیر کے پاؤں نہ دبائے لیکن اگر پیر کی دل سے محبت کرتا ہے اور تقویٰ اور سنت کا اہتمام کرتا ہے تو وہ اللہ کو پا جائے گا۔ کیوں صاحب! ڈاکٹر سے کوئی کہتا ہے کہ ہم آپ کے پیر دبائیں گے تو کیا پیر دبانے سے بخار اتر جاتا ہے یا کیپسول کھانے سے بخار اترتا ہے؟ اگر کوئی ہر وقت ڈاکٹر کے پیر دباتا رہے اور بخار کے کیپسول نہ کھائے تو بتاؤ بخار اترے گا؟ یہ آج کل غلط عقیدہ ہے، اس عقیدہ کی اصلاح کی ضرورت ہے، بعض لوگ پیر دبا کر بے فکر ہو جاتے ہیں کہ چلو اب سب کچھ کرو، مزے اڑاؤ، بدنگاہی کرو، یہ محروم لوگوں کی علامت ہے۔ دوستو! حق تو یہ ہے کہ اس پر تو زیادہ ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ وہ گناہوں سے بچے اور سنت کا اہتمام کرے۔

تقویٰ کے چار انعامات

تو میں عرض کر رہا تھا کہ تقویٰ پر جتنے انعامات ہیں کہ ایسی جگہ سے رزق عطا ہونا جہاں سے گمان بھی نہ ہو، اور ہر کام میں آسانی ہو جانا اور جتنی مصیبتیں ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نکال دیتے ہیں، مخرج پیدا کر دیتے ہیں اور عقلِ سلیم عطا کرتے ہیں یعنی تقویٰ کی برکت سے اس کی عقل میں نورانیت آجاتی ہے۔ تو قرآنِ مجید میں تقویٰ کے جو چار انعامات بیان کیے گئے ہیں، ان کی آیات

پڑھ کر پھر ترجمہ بھی سناتا ہوں نمبر ۱:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾

(سورۃ الطلاق، آیت:۴)

اس کے سب کام آسان ہوجاتے ہیں۔ نمبر ۲:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾

(سورۃ الطلاق، آیت:۲)

مشکلات سے نکلنے کا راستہ نکال دیتے ہیں۔ نمبر ۳:

﴿وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾

(سورۃ الطلاق، آیت:۳)

اللہ ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ نمبر ۴:

﴿اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا﴾

(سورۃ الانفال، آیت:۲۹)

اللہ تعالیٰ اس کو ایک نور عطا کرتے ہیں جس سے وہ حق اور باطل سمجھ لیتا ہے، اس کا دل کھٹک جائے گا کہ بھئی! یہ معاملہ صحیح نہیں ہے، گڑبڑ ہے، اس کا ضمیر اس کو ملامت کرتا ہے۔

تائبین کے لئے چار انعامات

اب سوال یہ ہے کہ جو متقی نہیں ہے لیکن تائب ہے، گناہوں کی وجہ سے اس کا رشتہ اللہ سے ٹوٹا ہوا ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس سے خطائیں ہوئی ہیں وہ اگر اللہ سے مغفرت طلب کرلے اور اللہ سے توبہ کرلے اور آئندہ کے لئے ارادہ کرلے کہ اب گناہ نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی تمام مصائب سے نجات دے دیں گے، ہر غم سے خلاصی دے دیں گے، ایسی جگہ سے زرق دیں گے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ تقویٰ

کے سارے انعامات توبہ کرنے والوں کو، مستغفرین اور تائبین کو بھی دے دیتے ہیں، یہ اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ فرسٹ ڈویژن پاس ہونے والوں کا انعام تھرڈ ڈویژن والوں کو بھی مل رہا ہے کہ بھئی! توبہ کرنے اور آہ وزاری کرنے والوں کو بھی محروم نہیں کیا، قرآنِ کریم میں جتنے وعدے تقویٰ پر آئے ہیں اتنے ہی وعدے حدیثِ پاک میں مستغفرین یعنی مغفرت مانگنے والوں، اللہ سے رونے والوں اور توبہ کرنے والوں کے لیے بھی آئے ہیں۔

توبہ کی شرائط

اب توبہ کی کیا شرائط ہیں؟ کس طرح سے توبہ کرنی چاہیے؟ اس پر میرا بیان ہوا تھا، احد کے دامن میں، مدینہ منورہ کی حاضری میں، جب میں حج بدل پر گیا تھا۔ ایک صاحب نے کہا کہ آپ کے پاس بہت دولت ہے، بڑا خزانہ ہے، جب چاہا حج کرنے چلے جاتے ہو۔ میں نے کہا کہ بھئی! میں اپنے خزانہ سے نہیں جاتا، اپنے ربا کے خزانہ سے جاتا ہوں، ربا کسی کے دل میں میرے لئے ڈال دیتا ہے کہ اپنے ابا کی طرف سے حج کراؤں غرض کوئی نہ کوئی بہانہ پیدا کر دیتا ہے۔ تو میں ایک صاحب کے والد کی طرف سے حج بدل پر گیا تھا، تو جہاں جنگِ احد ہوئی تھی، احد پہاڑ کے دامن میں ستر صحابہ کے خونِ شہادت کے جلوؤں میں اور ان کے فیض و برکات میں، ہندوستان کے بڑے بڑے علماء میں مجھے خطاب کی سعادت عطا ہوئی، اللہ نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی جن میں مولانا عاشق الٰہی صاحب دامت برکاتہم جو محدّث جامعہ دار العلوم کورنگی کراچی ہیں، موجود تھے اور اشک بار تھے زار و قطار رو رہے تھے، میں اُن کے رونے کو اپنے وعظ کی قبولیت کا بہانہ سمجھتا ہوں۔ جب اللہ والے کسی کے وعظ میں رو پڑیں تو میں دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! اختر کا وعظ تو جیسا بھی ہے لیکن اتنے بڑے عالم کے

آنسوؤں کے صدقہ میں میرے وعظ کو قبول فرما کر مجھے بھی اپنا مقبول فرمائیے اور میرے سامعین دوست جتنے یہاں بیٹھے ہیں اور جو خواتین مائیں بہنیں آئی ہیں ان کو بھی اور ہمارے رشتہ داروں کو بھی اللہ اپنا مقبول بندہ بنادے اور ہم سب کو اپنا محبوب بنادے۔اس وعظ کا نام ہے ''استغفار کے ثمرات''، یہ چھپ کر آ گیا ہے، مولانا عشرت جمیل صاحب بیٹھے ہیں، انہوں نے اِسے کیسٹ سے کاغذ پر منتقل کیا اور دو ایک دن کے اندر ہی یہ چھپ کر آ گیا، ماشاء اللہ ایسی تیزی سے کام کیا، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائے، ابھی یہ آپ سب کو بلا قیمت تقسیم کیا جائے گا، اس کے اندر توبہ کی تمام شرائط تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔اسے خود بھی پڑھیں اپنے گھر والوں اور بچوں کو بھی پڑھائیں تاکہ ہماری توبہ تمام شرائط کے ساتھ ہو کہ جن کی وجہ سے پھر ایک گنہگار مسلمان بھی متقی بندوں کے انعامات پا جاتا ہے۔مختصراً عرض کئے دیتا ہوں کہ شارح مسلم شیخ محی الدین زکریا نوویؒ نے شرح مسلم میں توبہ کی قبولیت کی تین شرطیں بیان فرمائی ہیں:

۱) اَنْ یَّقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ۔اس گناہ سے الگ ہو جائے۔

۲) اَنْ یَّنْدَمَ عَلَیْھَا۔اس گناہ پر ندامتِ قلب بھی ہو، شرمندگی ہو جائے۔

۳) اَنْ یَّعْزِمَ عَزْمًا جَازِمًا اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلٰی مِثْلِھَا اَبَدًا۔

(شرح مسلم للنووی، ج۲ص ۳۲۶)

پکا عزم کرلے کہ اے خدا اب آئندہ کبھی یہ گناہ نہیں کروں گا، اگر دوبارہ گناہ ہو جائے پھر توبہ کرلے، توبہ کرتے وقت عزم علی التقویٰ قبولیت توبہ کے لئے کافی ہے۔

شبِ براءت کے اعمال

اب پانچ سات منٹ میں ذرا شب براءت کے حلوہ پر کچھ عرض کروں گا لیکن آپ گھبرائیے نہیں میں آپ کے شبِ براءت کے حلوؤں پر جلوہ لگاؤں گا تو آپ رمضان میں حلوہ کھائیے، شوال میں کھائیے، رجب میں کھائیے صرف

شعبان میں شبِ براءت ہی کی قید کیوں لگا رکھی ہے۔شبِ براءت میں کیا کیا کرنا چاہیے، کیا کیا اعمال سنت ہیں اسے عرض کرنا ہے۔ شعبان کے بعد اگلا مہینہ رمضان کا ہے اور شعبان میں زیادہ روزے رکھنے سے کمزوری آجائے گی اور نفلی روزوں سے پھر فرض روزے میں خلل آجائے گا، اس لئے رمضان سے دو چار روز پہلے نفلی روزے نہ رکھیں اور اچھی غذائیں کھائیں۔

یہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جمع کیا ہوا مضمون ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شعبان کی پندرھویں رات کو یعنی چودہ شعبان کا دن گذار کر جو پندرھویں رات آئے گی اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے اعمال جو سال بھر کے ہوں گے وہ سب اس رات لکھ دیئے جاتے ہیں یعنی سال بھر میں پیدا ہونے والوں کا لکھ دیا جاتا ہے کہ اس سال اتنے انسان پیدا ہوں گے اور اسی رات مرنے والوں کا بھی لکھ دیا جاتا ہے کہ اس سال اتنے انسان مریں گے اور اسی رات ان کے اعمال نامے اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات ان کا سال بھر کا رزق نازل ہوتا ہے لہٰذا اگر تھوڑی دیر اس رات کو جاگ کر کچھ رکعتیں نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگ لیں کہ اللہ! آج کی رات ہمارا نام مردوں میں نہ لکھئے، ہماری زندگی میں برکت دیجئے، کچھ موقع دیجئے کیونکہ ابھی ہم پردیس میں ہیں، ابھی ہم نے وطن کی تیاری نہیں کی، اپنی عمر میں توسیع مانگ لو، ویزا میں توسیع کرالو۔ تو ایک تو اللہ سے یہ مانگنا ہے کہ زندگی میں برکت دے، آج کی رات مرنے والوں میں ہمارا شمار نہ ہونے پائے، آپ ہماری زندگی اور بڑھا دیجئے کچھ ہم اور نیکیاں کمالیں۔

دوسرے ہمارے جو اعمال آج کی رات پیش کئے جائیں گے اس میں ہماری جو نالائقیاں ہیں ان کو معاف کردیجئے اور نیکیوں کو قبول فرمالیجئے، گناہوں کو معاف فرمادیجئے، جن گناہوں سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ان کو

معاف کر دیجئے اور جن نیکیوں سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ان کو قبول کر لیجئے کیونکہ ٹوٹی پھوٹی نیکی تو وہ قبول نہیں کرتا جس کا کچھ اپنا ذاتی فائدہ ہو۔ اے اللہ! ہماری نیکیوں سے آپ کا کوئی فائدہ نہیں اس لئے انہیں قبول فرما کر ہمارا فائدہ کر دیجئے۔

تیسرے یہ دعا مانگیں کہ اللہ اس رات میں سال بھر کا رزق مقدر ہوتا ہے، تو ہمارے رزق میں برکت دے دیجئے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ پندرھویں شعبان کی رات میں رزق نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو رزق ملنے والا ہے اسے لکھ دیا جاتا ہے گو یہ سب چیزیں پہلے ہی سے لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں مگر اس رات کو لکھ کر فرشتوں کے سپرد کر دی جاتی ہیں یعنی یہ تو لوح محفوظ میں پہلے ہی سے لکھا ہوا ہے لیکن اس رات میں یہ فرشتوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نصف شعبان کی رات ہو یعنی پندرھویں شعبان کی رات تو اس رات کو جاگو اور دن میں روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات کو غروب آفتاب کے بعد سے ہی آسمانِ دنیا کی طرف خصوصی طور پر نزول فرماتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی روزی مانگنے والا کہ میں اس کو روزی دوں، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں مصیبت دور کر کے عافیت دوں۔ گویا رات بھر رحمت کا دریا بہتا رہتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شعبان کی پندرھویں رات میں اللہ تعالیٰ متوجہ ہوتے ہیں، سب مخلوق کی مغفرت فرما دیتے ہیں مگر شرک اور کینہ رکھنے والے شخص کی مغفرت نہیں کرتے اور نہ قطع رحمی کرنے والے کی اور نہ پاجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکانے والے کی اور نہ شرابی کی اور نہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والوں کی مگر یہ کہ وہ توبہ کر لیں اور ماں باپ کو راضی کر لیں اور قطع رحمی نہ کریں وغیرہ تو ان کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔

شبِ براءت کی بدعات

اب اس رات میں کیا کیا گڑبڑ ہوتی ہیں وہ بھی سمجھ لیجئے۔ سنت تو صرف رات کو جاگنا، قبرستان جانا اور اگلے دن کا روزہ رکھنا ہے لیکن اگر قبرستان میں بے پردہ عورتیں پھر رہی ہوں تو پھر وہاں نہیں جانا چاہیے، اپنے گھر ہی سے مردوں کو ایصالِ ثواب کردیں یا تین بجے رات کو جائیں جب قبرستان خالی ہوجائے۔ عورتوں سے جو بدعت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ چراغاں کرتی ہیں، چراغاں کرنا یعنی چھوٹے چھوٹے بلب جلانا یہ شادی ہال میں ہو یا شبِ براءت کی رات ہو، یہ مجوسیوں کی علامت ہے اور ہندوؤں کی دیوالی سے مشابہت ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء اس کو ناجائز کہتے ہیں۔ ہندوستان میں جاکر دیکھو جیسے ہندو دیوالی کرتا تھا افسوس کہ آج ہمارے شادی ہالوں میں بھی چراغاں کی بدعت ہورہی ہے، یہ ہندوؤں کی علامت ہے لہٰذا مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

آتش بازی اور فرشتوں کی بددعا

اب رہ گیا مسئلہ آتش بازی کا تو سمجھ لیجئے کہ اس رات میں فرشتے آتے ہیں تو شیطان نے سوچا کہ فرشتوں کو خوشبو سے محبت ہے لہٰذا بارود کی چیزیں ایجاد کراؤ، خوب پٹاخے چھوڑو۔ یہ سب بدبودار چیزیں کیا دین ہوسکتی ہیں؟ ذرا سوچو کہ ان کا دین سے کیا تعلق ہے؟ اور فرشتے تو بڑی چیز ہیں، حضرت میاں مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو جب گولی ماری گئی، شہید کیا گیا تو ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! آپ کا کیا حال ہے؟ گولی لگنے سے آپ کو کچھ تکلیف ہے؟ فرمایا کہ گولی کی تکلیف جو ہے سو ہے لیکن گولی میں جو بارود تھا اس بارود کی بدبو سے بہت تکلیف ہورہی ہے۔ تو جب اولیاء اللہ کی لطافت کا یہ حال

ہے تو فرشتوں کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی ، لہٰذا جو لوگ اپنے بچوں کو پٹاخے کے لیے پیسے دیتے ہیں وہ فرشتوں کی بددعا خریدتے ہیں، فرشتوں کو اذیت پہنچے گی تو بددعا تو نکلے گی۔

حضرت اویس قرنیؒ کی دو سنتیں

اب آخری مسئلہ حلوہ کا ہے بس وہ بات سن کر آپ چلے جائیں چونکہ اس رات میں عبادت کرنی ہے۔تو چونکہ یہ عبادت کی رات ہے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی رات ہے،تو شیطان نے سوچا کہ لوگ زیادہ عبادت نہ کرنے پائیں، ان کے پیٹ میں اتنا حلوہ ٹھونس دو کہ اس میں ریاح کی گڑگڑ کا بلوہ مچ جائے اور جب بلوہ مچے گا یقیناً وضو نہ رہ سکے گا اور عبادت کم کریں گے لہٰذا پہلے ان کو کھلاؤ حلوہ پھر پیٹ میں مچاؤ بلوہ تا کہ یہ نہ دیکھنے پائیں اللہ کا جلوہ۔

تو اگر میرے یہ تین الفاظ یادرکھیں گے یعنی حلوہ، بلوہ اور جلوہ تو پھر آپ ان شاء اللہ پوری تقریر بالکل سمجھ جائیں گے کہ جب پیٹ میں خوب بھر گیا حلوہ تو پیٹ میں مچ گیا بلوہ اور جب وضو ہی نہ رہے گا تو عبادت کا کیا جلوہ دکھائی دے گا، اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر نہیں آئے گا۔اب رہ گیا یہ بہانہ کہ میں تو حلوہ کھا کر حضرت اویس قرنیؒ کی سنت ادا کرتا ہوں،تو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اللہ کے رسول کی اور کتنی سنتیں اپنائی ہیں،سر سے لے کر پاؤں تک کتنی سنتیں ہیں؟ آپ کے پاس صرف حلوہ کی سنت کی اہمیت ہے وہ بھی حضرت اویس قرنیؒ کی جو تابعی تھے صحابی بھی نہیں تھے تو کسی صحابی یا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کوئی سنت اختیار کر لیتے۔مسجد میں داخل ہونے کی پانچ سنتیں یاد نہیں، مسجد سے نکلنے کی پانچ سنتیں یاد نہیں، بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا یاد نہیں،سونے کی دعا ان کو یاد نہیں لیکن اگر کسی سنت پر عمل ہے تو بس یہ ہے کہ پندرھویں شعبان کی رات کو حلوہ ٹھونس لو کیونکہ ان کے بقول یہ حضرت اویس قرنیؒ کی

سنت ہے اور اس میں عشقِ رسول بھی ہے۔ دیکھو جنگِ احد میں حضور ﷺ کے دانت مبارک شہید ہو گئے تھے تو ان حلوہ کھانے والوں کے مطابق حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے عشقِ رسول میں اپنے سارے دانت توڑ دیئے تھے کہ پتہ نہیں اللہ کے نبی کا کون سا دانت ٹوٹا ہے پھر ان کی ماں نے ان کو حلوہ کھلایا کہ میرے بیٹے نے عشقِ نبی میں اپنے دانت توڑ دیئے تو حضرت اویس قرنی کی دو سنتیں ہیں، ایک عشقِ رسول میں اپنے دانت توڑنا دوسرے حلوہ کھانا۔
اوّل تو میں کہتا ہوں کہ میں ابھی یہ ثابت کروں گا کہ یہ تاریخ ہی غلط ہے یعنی جنگِ احد پندرہ شعبان کو نہیں ہوئی تھی، دو ماہ بعد ہوئی۔ تو کیا حضرت اویس قرنیؒ نے دو ماہ ایڈوانس میں اپنے دانت توڑ دیئے لیکن بالفرض غلط تاریخ کو بھی مان لو تو حضرت اویس قرنی نے دو سنتیں ادا کیں کہ نبی کے غم اور عشق میں بتیس دانت پہلے توڑے اس کے بعد ان کی اماں نے ان کو حلوہ کھلایا، معلوم ہوا کہ یہ دو سنتیں ہیں لہٰذا حلوہ کھانے کو سنت سمجھنے والے پہلے اپنے بتیس دانت توڑیں اس کے بعد آپ کی اماں حلوہ پکائیں تب آپ کھائیں، جس کی اماں زندہ ہو وہ اس کو پکا کر کھلا دے کیونکہ اس کو رحم آجائے گا کہ میرے بچے نے اپنے سارے دانٹ توڑ دیئے ہیں۔
تو بولو بھئی! کون کون بتیس دانت تڑوانے کے لئے تیار ہے وہ ہاتھ اٹھا لے۔

دیکھو ایک ہاتھ بھی نہیں اٹھا، یہ ہیں سچے عاشقِ رسول، بتیس دانت توڑنے والی سنتِ اویس قرنی ادا نہیں کر رہے ہیں مگر بغیر دانت توڑے ہوئے حلوہ کھانے کے لئے آگے آگے ہیں، قرضہ لے لے کر حلوہ پکا رہے ہیں اور ایک دوسرے کے یہاں بھیج رہے ہیں، جو حلوہ نہ پکائے وہ وہابی ہو گیا۔

جیسا کہ ایک بستی میں ایک ہندو بنیئے کو بھی وہابی بنا دیا تھا۔ ایک خان صاحب پر ہندو بنیئے کا قرضہ زیادہ ہو گیا تو خان صاحب نے اس سے کہا کہ اگر قرضہ معاف کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ تجھے وہابی ثابت کروں گا پھر سب سے تیرا

بائیکاٹ کرادوں گا، تیرے پاس کوئی گاہک نہیں آئے گا۔ اب ہندو نے دیکھا کہ اس کی دوکان پر ایک گاہک بھی نہیں آرہا ہے۔ اس نے کسی سے پوچھا کہ تم سب لوگ کہاں مرگئے، میری دوکان میں کیوں نہیں آتے ہو؟ اس نے کہا بستی کے فلاں خاں صاحب نے کہا ہے کہ یہ جو لالہ جی ہیں یہ بالکل وہابی ہوگیا ہے، خبردار! اس کے یہاں مت جانا۔ اس نے کہا میرے تو باپ دادا کو بھی نہیں پتا کہ یہ وہابی کیا چیز ہوتی ہے۔ پھر وہ خان صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ میں ہاتھ جوڑتا ہوں، مجھے معاف کردو اور جلدی سے میری وہابیت ختم کردو، میں تمہارا سارا قرض معاف کرتا ہوں، یہ لولکھ کر بھی دیتا ہوں اور اپنے بہی کھاتے سے خان صاحب کا نام کاٹ دیا۔ پھر خان صاحب نے اپنے دوستوں کو بلا یا کر کہا کہ دیکھو بھئی! لالہ جی نے وہابیت سے توبہ کرلی ہے، اب یہ وہابی نہیں ہے، اب سب لوگ ان کی دوکان سے سودا خریدو۔ دیکھا آپ نے ہندو بھی وہابی ہوجاتا ہے۔ عجیب معاملہ ہے کہ جو حلوہ نہ پکائے وہ وہابی ہے چاہے ساری سنتیں ادا کرے، تہجد، اشراق، اوّابین پڑھے، پاجامہ ٹخنے سے اوپر رکھے غرض ساری سنتیں ادا کرتا ہے صرف شب برأت میں حلوہ نہیں پکاتا تو وہ پکا وہابی ہے۔

بس اب بیان ختم۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی جہالت سے اور من گھڑت قصوں سے بچائے کہ حلوہ کھانے کے لئے یہ قصے گھڑ لئے اگر حلوہ ہی کھانا ہے تو پہلے اپنے بتیس دانت کیوں نہیں توڑتے بقول ان کے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی دانت توڑنے والی سنت کیوں نہیں ادا کرتے؟ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دین میں نئی نئی باتیں ایجاد کرنے سے بچائے کیونکہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کو حوضِ کوثر سے بھگا دیں گے اور حشر کی سخت گرمی میں انہیں آبِ کوثر نصیب نہیں ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ